بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

Badr

قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی للعہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مورخہ ۲ رجب ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۷ر اگست ۱۹۰۸ء

جلد ۷

سارے جہاں سے اچھا دار الاماں ہمارا — ایڈیٹر مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ — دار الاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا

حضرات!

خدا کے لئے وی پی واپس نہ کریں!

اگر آپ کو حساب میں کچھ تامل ہو۔ تو وی پی امانت میں رکھ کر بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لیں۔ ہم نے یہ وی پی بڑے غور و تامل کے بعد صحیح حساب کر کے کیا ہے!

ہم ایک ماہ قبل اطلاع دے چکے ہیں پس آپ کا فرض تھا۔ کہ ہمیں اپنے عندیہ سے اطلاع دیتے۔ اب آپ واپس کریں گے تو ہمارا سخت نقصان ہو گا۔

آپ خود ہی خیال کر سکتے ہیں کہ جس اخبار کا صدہا روپیہ خریداروں کے ذمہ ہو وہ بغیر خدا کے فضل کے کس طرح چل سکتا ہے؟

وی پی دس دن تک امانت میں رہ سکتا ہے جس کے پاس روپیہ نہ ہو۔ وہ امانت میں رکھائے!

خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں!

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر پرنٹر و پبلشر کے حکم سے بہ اہتمام مفتی محمد صادق منیجر مطبع و اخبار چھاپا گیا)

صادق کا ہر جگہ خدا حامی ہے

ہمارے عزیز دوست ابوبکر ابن محمد جمال صاحب عرب سوداگر

جدہ جب بعد بیعت حضرت اقدس کے ملک عرب کو گئے تو اون کی بہت مخالفت ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عرب صاحب کی تائید میں چند ایسے امور دکہلائے کہ مخالفت خودبخود فرو ہوگئی۔ عرب صاحب کا خط جو تازہ ڈاک میں آیا ہے میں اس جگہ درج کرتا ہوں تاکہ ناظرین فائدہ اوٹہائیں عرب صاحب زبان اُردو کے ماہر نہیں ہیں اور میں اون کی عبارت کو بغیر درست کرنے کے اسی طرح درج اخبار کرتا ہوں جس طرح اونہوں نے لکہی ہے کیونکہ اس میں ہی ایک لطف ہے۔

محترم القوم محبی مفتی محمد صادق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہ آپکا خط ملا۔ بعدہ اب اِدہر کمی مخالفت میرے ساتھ اتنی نہیں کیونکہ میں اساتذہ جو تہی اون کو استفتا دیا پہر جس شخص نے اون سے پوچھا میرے بارے میں اونہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ شخص جہوٹ میں سے نیک۔ اور مخلص اور محب فقرا تہا۔ اس سبب سے بہت لوگ جو مخالفت کرتے تہے ساکت ہوگئے اور دوسرا سبب تہا۔ کہ ایک شخص بنام ابوبکر قونہ تہا۔ اوس نے حضرت اقدس کو گالیان دین اور اون کی کتاب استفتا بہی اوس کے پاس تہی جب طلب کی تو بہانہ ڈالنے لگا ہاتہ سے سو وہی ہاتہ حج میں اونٹ اوپر سے گر کر ٹوٹ گیا۔ سو اوس نے جانا کہ یہ عذاب بسبب بے ادبی کے ہوا ہے جو مخالفت اور غیظ رکہتا تہا بدل گئے اور میرے ساتھ محبت سے چلنے لگا اور حضرت اقدس کو بہی بنظر احترام دیکہنے لگے بہی ہماری جماعت کا ایک شخص احمد کہان کر کر مبن رحج میں منی دن مجہہ کو رافضی کہا۔ العیاذ باللہ۔ سو مجہہ کو بہت غصہ آیا اور چاہا کہ مکہ میں حکومت سے انصاف کراؤں۔ کیونکہ فقط عناداً اور بغضاً اور کچھ میری طرف سے اشارہ ہی کہلی گلوچ نہیں نکلی تہی تعلہ اس نے گالیان دین مگر صبر کرکے بددعا اس کے حق میں دعا کی اور جوش کی حالت میں بلاارادہ بددعا ہوگئی اور جماعت والون کو کہا کہ اس نے بہت دکہہ دیا ہے۔ ضرور یہ طاعون سے ہلاک ہوگا اور پہر ایسا ہی ہوا مکہ سے جدہ کو جب آیا سو دو روز باہر نکلا اور تیسرے روز طاعون میں گرفتار رہ کر قریب ایک ماہ سخت بیمار رہ کر وفات پائی اور یہ میں نے قبل کہ سے ان کے لوگون کو کہا تہا۔ کہ یہ شخص ضرور طاعون میں گرفتار ہوگا کیونکہ حضرت اقدس کو بلا سبب گالیان دین اور جب ایسا ہی ہوا۔ پہر جماعت میں بہی چند آدمی طاعون میں مرے اور میرے گہر بفضلہ تعالیٰ امن رہا پہر جو گالی گلوچ اور بغض رکہتے تہے وہ نہیں رہا بہت دعا کرتا ہون اللہ میری جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمین کو بغض اولیاء سے بچاوے اور توحید کامل عطا فرماوے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس اور حضرت نورالدین صاحب کی دعا کی برکتون میں شامل کرے۔

راقم خاکسار ابوبکر ابن محمد جمال یوسف از جدہ

دعا مدد } ہمارے ایک دوست ایک مرض سخت میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کے خواستگار ہیں جسکو خدا توفیق دے وہ دریغ نہ کرے۔ ایڈیٹر

الخطبہ } ہمارے ایک عزیز نوجوان دوست اہل ساکن پنجاب کے واسطے جو آجکل رنگون میں کاروبار کرتے ہیں اور عنقریب ایک سو روپیہ ماہوار کی آمدنی رکہتے ہیں لڑکی ضرورت ہے ہمارے دوست عنقریب پنجاب میں آنیوالے ہیں اور اسی جگہ بود و باش رکہیں گے۔ فی الحال بالکل مجرد ہیں۔ خط وکتابت معرفت ایڈیٹر ہو۔

شیخ غلام احمد صاحب کا واعظ

نور پور سے تحریر فرماتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کے فضل و کرم سے کل ایک مجمع حسین آریہ سناتن دہرم مخالف مسلمان اور دو مولوی صاحب بہی موجود تہے تقریباً ۱ ½ گہنٹہ ایک تقریر کی الحمدللہ رب العالمین نہایت کامیابی کے ساتھ وہ جلسہ ختم ہوا ہماری جماعت کے یہان صرف ایک بہائی منشی عبدالمجید خان ہیں تاریخ ۲۲ اگست ۰۶ بروز ہفتہ انشاءاللہ العزیز دہرم سالہ چلا جاؤنگا۔

زبدۃ المرام

ترجمہ عمدۃ الاحکام حدیث شریف کی یہ ایک پرانی کتاب ہے جسکو حال میں بین السطور ترجمہ کرکے نہایت خوشخط چہاپا گیا ہے اس کتاب میں تمام مسائل متعلق وضوء، نماز، روزہ، حج، خرید و فروخت وغیرہ پر احادیث مختلف ابواب جمع کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے مولف حافظ محمد عبدالغنی فارسی تہے جنہوں نے کل احادیث متفق علیہ صحیح البخاری شریف اور صحیح مسلم شریف سے جمع کی تہین۔ [illegible] دونو صحیحین میں موجود ہیں۔ مشتری کتاب [illegible] اکتوبر تک خاص رعایت کی ہے۔ یعنی قیمت [illegible] کے ۱۲ کردی ہے۔ ہم کرم کر دیے ہیں۔ حضرت خلیفہ [illegible] نے اس کتاب کے بہت سے نسخے خرید کرکے [illegible] میں پڑہنے کیواسطے تقسیم کئے ہیں۔ قیمت [illegible] وعبدالرحمان پسران مولوی رحیم بخش صاحب [illegible] لاہور سے مل سکتی ہے۔

ایک ہندو صاحب کا تعزیت کا خط

[illegible]

مولوی صاحب جی چشمہ فیض مآب سات [illegible] تسلیم۔ جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب [illegible] سن کر ولی کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ یہ خاکسار [illegible] لاہور یا قادیان حاضر ہو کر شریک [illegible] مصنف [illegible] نیک اور کی خوبیون کو لغت [illegible] کو اسی طرح منظور تہا۔ ایسے مجسم صفات [illegible] مگر کسی کو چارہ نہیں چلتا۔

[illegible] یاد کر رہی ہے حضرت [illegible]
تیری دید کو ترسی حضرت [illegible]
دنیا میں اردو سجا ہے سالون [illegible]
آگے سا [illegible] ہووے [illegible]

جہان تک افسوس کیا جاوے بجا ہے [illegible] کا غم ہے سو یہی اس کا علاج ہے حضرت صاحب کے صاحبزادگان کو بہی [illegible] یہ مناسب نہ ہو تو جب اون کی [illegible] مبارکباد کہدین خاکسار کی طرف سے [illegible]

تابعدار رلا رام از [illegible]

ضرورت نکاح

ایک معزز شریف [illegible] نوجوان [illegible] آجکل [illegible] میں کاروبار کرتے ہیں بعض شرائط [illegible] ہندوستان کے [illegible] نکاح کرنا چاہتے ہیں۔
خط وکتابت معرفت ایڈیٹر [illegible] ہو۔

استفسارات معہ جوابات

(ایڈیٹر۔ نامہ نگار کی کسی رائے کا ذمہ وار نہین۔)

اُن تمام بزرگ صاحبان کیخدمت مین جنھون نے مجھے حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر مضمون لکھنے کے لئے تحریک کی ہے میری یہ عرض ہے۔ کہ حضرت المسیح الموعود حضرت میرزا احمد خلف الصدق حضرت خاتم المصلحین (اللہ تعالی کی بیشمار رحمتین اور نصرتین اون کے شامل حال ہون) کے مضامین کے بعد اس بارہ مین کچھ لکھنا میرے خیال مین پسے ہوئے کو پیسنا تھا اور یہی وجہ ہے۔ کہ مین آپ صاحبان کے ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا۔ اب چونکہ حضرت خلیفۃ خلیفۃ اللہ کے مضمون وفات مسیح پر بعض شخصون نے اپنی ناواقفیت کی وجہ سے چند اعتراض کئے ہین اور مجھسے ان سوالات کے جوابات طلب کئے گئے ہین۔ ان تمام سوالات کو صرف تین سوالون پر تقسیم کر کے معہ جوابات کے ذیل مین درج کرتا ہون اور خدا تعالی سے دعا کرتا ہون کہ وہ اپنے فضل سے روح القدس سے مدد کرے اور اپنے وعدہ کے مطابق قدرت ثانی کا جلوہ دکھاوے

آمین ثم آمین

سوال اول - مولوی نورالدین صاحب نے دیکھا کہ اب تو امام تو مر گیا اور کئی پیشگوئیان مریدون کا منہ کالا کرنے کو پیچھے چھوڑ گیا ہے تو اعتراضون کی بوچھاڑ سے بچنے کے لئے یہ تاویل کی کہ الہامی کتابون کا یہ ایک محاورہ ہے۔ کہ یہ مخاطب کوئی ہوتا ہے اور مُراد کا ہے وہی اور کا ہے اس کا مثل ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات مرزا صاحب کے وہم و گمان مین بھی نہ تھی۔ آپکا یہ فرض ہے کہ مولوی نورالدین صاحب سے ہمارے اس سوال کا جواب پوچھو۔ کہ تبصرہ مین تو لکھا تھا کہ جو دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھون کے سامنے اصحاب الفیل کی طرح نابود ہوگا اور تباہ ہو جائیگا۔ کیا اس سے مرزا صاحب کا یہ مطلب تھا کہ میرے سامنے تو نہین بلکہ میری جماعت کے روبرو تباہ ہوگا۔

جواب - تبصرہ کے جس فقرہ پر آپنے اعتراض کیا ہے اس کے الفاظ تو اب بھی وہی ہین جو آج سے سینکڑون برس پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کے الفاظ تھے اور وہ یہ ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ بہتر ہوتا اگر آپ اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے کے لئے اس طرح سے اعتراض کرتے۔ کہ یہ مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے۔ الم تر الخ جس کا ترجمہ وہ خود ہی تبصرہ مین یہ لکھتے ہین کہ تو نے دیکھ لیا اور یہ کیسا صریح جھوٹ ہے کہ اصحاب الفیل کو دیکھا تو نہین اور الہام ہوتا ہے دیکھ لیا اگر آپ ایسا سوال کرتے جو کہ آپکے سوال کا خلاصہ ہے تو مجھے بھی جواب دینے مین اختصار سے کام لینا پڑتا اور صرف اسی قدر کہنے سے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی وحی آلہی ہوئی تھی اور انہون نے بھی اُن اصلی اصحاب الفیل کو نہ دیکھا تھا۔ مین جواب دینے سے سبکدوش ہو جاتا لیکن افسوس کہ آپنے سوال مین کچھ ایسا ٹیڑھا پن اختیار کیا ہے کہ جس کے سیدھا ہوتے ہی ٹوٹ جانیکا خطرہ ہے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام جو پیشگوئیان پیچھے چھوڑ گئے وہ صرف اس واسطے ہین تاکہ ان کے اشد مخالفون کا مونہہ اچھی طرح سے کالا ہو سکے اور یہ ہمارے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کا ایک بھاری ثبوت ہے۔ اب دیکھو کہ اس آیۃ قرآنی مین جو دوبارہ حضرت مسیح موعود ؑ کو بھی وحی ہو چکی ہے مخاطب تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین لیکن حقیقی طور پر دیکھنے والے کوئی اور تھے اور جو تباہی اور بربادی حضرت ابوبکر رضؓ صدیق اور حضرت عمر فاروق کے زمانہ مین مخالفون پر پڑی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھون سے تو نہین دیکھی جن کی نسبت آپکا اعتراض ہے اور یہی وہ بات ہے جو اسی الہام ہی مین موجود ہے اور جسکو خلیفۃ المسیح نے بیان کیا ہے یاد رکھو کہ ہم لوگ حضرت مرزا صاحب امام علیہ کو عالم الغیب نہین مانتے ہین اور نہ ہی ہم مانتے ہین اور نہ ہی خدا کے سوائے کوئی عالم الغیب ہے اللہ تعالی جس قدر علم اون کو دیتا تھا اُسی قدر وہ بتا دیتے تھے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی کم یا زیادہ نہین کرتے تھے آپ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو اس قرآنی محاورہ کی خبر نہ تھی اور یہ تاویل جو مولوی نورالدین صاحب نے کی ہے اون کے وہم وگمان مین بھی نہ تھی اصل مضمون سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔ کیونکہ دیکھنا تو یہ ہے کہ آیا یہ قرآنی محاورہ ہے یا نہین اور ہمارے پاس اس کی سچائی کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل ہے یا کہ نہین یونہی اناپ شناپ بولتے جانا بے سمجھی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے حضرت مرزا صاحب کی عزت اور عظمت مین ایک ذرہ کچھ بھی فرق نہین آسکتا بھلا سوچو تو سہی کہ وہ سب سوالات جو موجودہ زمانہ کے سائنس دان اور فلاسفر قرآن مجید پر کرتے ہین کیا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سوالات کو سنا تھا؟ یا کہ وہ ان سوالات سے محض ناواقف ہی رہتے اور جب اون کا زمانہ یہ زمانہ ہی نہ تھا اور سائنسدان وفلسفے یہ الہامی سوالات ہی نہ تھے تو پھر کس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین ایسے سوالات کے جوابات کے لئے کبھی خیال بھی آیا ہو؟ ایسی باتون کے بیان کرنے سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوٹوگراف فونوگراف وغیرہ مشینون کا علم نہین رکھتے تھے اور وہ نہین جانتے تھے کہ کن کن اقسام کے آوازون سے سائنس دان تجربے کرتے ہین اور کن کن علوم اور تجارب کی بنا پر وہ قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہین اور قرآن کریم کی کن کن آیات مین اون کے جواب موجود ہین۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا اور نہ ہی ایسی باتون سے ان کے افضل الرسل خاتم النبیین اور رحمت للعالمین ہونے پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر بالفرض مان لیا جاوے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ جوابات یاد نہین تھے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے مخالفون کو دئے ہین۔ تو اس سے حضرت اقدس کی شان مین کوئی کمی نہین آسکتی اور نہ ہی ان کے دعوے مسیحیت و مہدویت کو کوئی ضعف پہنچ سکتا ہے اور اسی معیار پر ہم کہہ سکتے ہین کہ نہ ہی خلیفۃ المسیح اس بات کا علم رکھتے ہین کہ آج سے چند گھنٹے چند دن چندہ یا چندہ سال بعد کیا کیا سوالات ہون گے اور ان کے کیا کیا جوابات ہون گے اور کون کون جواب دینے والے ہونگے اور پھر آپنے حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام پر سراسر بہتان باندھا ہے اور آیۃ لا تقف ما لیس لک بہ علم کے صریح خلاف عقل کیا ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپنے باوجود حضرت اقدس ؑ کی کتابون کے مطالعہ نہ کرنے کے محض اٹکل سے کام لے کر ایک پاک اور مطہر وجود پر ناجائز حملہ کرنیکی کوشش کی ہے۔ دیکھو ہمارے امام علیہ السلام نے مخالفون کا مونہہ کالا کرنے کے لئے اس قرآنی محاورہ کو اپنی کتاب شہادت القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ مین آج سے تقریباً پندرہ برس پیشتر کس خوبی سے بیان کیا ہے اور وہ لکھتے ہین ”پس اس سے ظاہر ہے کہ کسی قوم موجودہ کو مخاطب کرنے سے ہرگز یہ لازم نہین آتا کہ وہ خطاب قوم موجودہ تک ہی محدود رہے۔ بلکہ قرآن کریم کا تو یہی محاورہ پایا جاتا ہے کہ بسا اوقات ایک قوم کو مخاطب کرتا ہے مگر اصل مخاطب کوئی اور لوگ ہوتے ہین جو گذر گئے یا آئندہ آنیوالے ہین مثلاً اللہ جلشانہ سورۃ البقرہ مین

یہود موجودہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعہدی اوف بعہدکم وایای فارھبون۔ یعنے اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو جو ہم نے تم پر انعام کی اور میرے عہد کو پورا کرو تا مین بہی تمہارے عہد کو پورا کرون اور مجہسے ڈرو۔ اب ظاہر ہے کہ یہود موجودہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق تہے انپر تو کوئی انعام ہی نہین ہوا تہا اور نہ اون سے یہ عہد ہوا تہا کہ تم نے خاتم الانبیاء پر ایمان لانا پہر بعد اس کے فرمایا۔ واذ نجینٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذالکم بلاءٌ من ربکم عظیم۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینٰکم واغرقنا اٰل فرعون وانتم تنظرون یعنے وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی وہ تم کو طرح طرح کے دکہ دیتے تہے تمہارے لڑکون کو مار ڈالتے تہے اور تمہاری لڑکیون کو زندہ رکہتے تہے اور اس مین خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تہا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے پہونچنے کے ساتھ ہی دریا کو پہاڑ دیا پہر ہم نے تم کو نجات دیدی اور فرعون کے لوگون کو ہلاک کر دیا۔ اور تم دیکہتے تہے۔

اب سوچنا چاہیئے کہ ان واقعات مین سے کوئی واقعہ بہی ان یہودیون کو پیش نہین آیا تہا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین موجود تہے نہ وہ فرعون کے ہاتھ سے دکہ دیئے گئے نہ اون کے بیٹون کو کسی نے قتل کیا نہ وہ کسی دریا سے پار کئے گئے۔ پہر آگے فرماتا ہے۔ واذ قلتم یٰموسیٰ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون۔ ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ۔ یعنی وہ وقت یاد کرو جب تم نے موسیٰ کو کہا کہ ہم تیرے کہے پر تو ایمان نہین لائین گے جب تک خدا کو بچشم خود نہ دیکہ لیں۔ تب تم پر صاعقہ پڑی اور تم دیکہتے تہے اور پہر تم کو زندہ کیا گیا تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے بادلون کو تم پر سائبان کیا اور ہم نے تم پر من وسلویٰ اتارا۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ تو ان یہودیون سے جو قرآن مجید مین مخاطب کئے گئے دو ہزار برس پہلے فوت ہو چکے تہے اور ان کا حضرت موسیٰ کے زمانہ مین نام ونشان بہی نہ تہا پہر وہ حضرت موسیٰ سے ایسا سوال کیونکر کر سکتے تہے کہ اون پر بجلی گری۔ کہان اونہون نے من وسلویٰ کہایا کیا وہ پہلے حضرت موسیٰ کے زمانہ مین اور قالبون مین موجود

تہے۔ اور پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بہی بطور تناسخ آموجود ہوئے اور اگر یہ نہین تو بجز اس تاویل کے اور کیا کہہ سکتے ہین کہ مخاطب کے وقت ضروری نہین کہ وہی لوگ حقیقی طور پر واقعات منسوبہ کے مصداق ہون جو مخاطب ہون۔ کلام الٰہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ ایک قاعدہ ٹہر گیا ہے کہ بسا اوقات ایک واقعہ ایک شخص یا ایک قوم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور دراصل وہ واقعہ کسی دوسری قوم یا دوسرے شخص سے تعلق رکہتا ہے“

اب مین اس جواب کو زیادہ طول نہین دینا چاہتا میرے خیال مین ایک شریف انسان کیلئے یہ جواب کافی ہے جو مین نے اوپر درج کر دیا ہے۔

سوال دوم ۔ مولوی نورالدین صاحب کو چاہیئے تہا کہ جب اعتراضون کی بوچہاڑ مرزا صاحب کی پیشگوئیون پر تہی نہ کسی اور بات پر تو اس کے جواب مین وہ قرآن سے کوئی ایسی نظیر پیش کرتے جس سے ثابت ہوتا کہ فلان پیشگوئی خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے کی اور یہ وعدہ کیا کہ مین تیری زندگی مین یہ کام کر دونگا پہر وہ کام تو نہ کیا ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہون۔

جواب ۔ پہلے سوال کا جواب تو آپ سن چکے اب دوسرے کا بہی ذرا سن لو۔ اعتراضون کی بوچہاڑ اگر آج مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پیشگوئیون پر ہوتی ہے تو یقیناً یاد کرو کہ کل انہین معترضون کی اولاد ہمارے امام ہمام پر انشاء اللہ تعالیٰ رحمت کی بوچہاڑ کرے گی میرے خیال مین اتنا تو آپ ضرور جانتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بہت سے وعدے قرآن مجید مین کئے ہین مثلاً لکہا ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ۲۴/۱۳ ۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۲۸/۲۳ فان حزب اللہ ھم الغالبون ۶/۱۲ الا ان حزب الشیطٰن ھم الخاسرون۔ اور مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ یہ کافر لوگ جو کہتے ہین کہ اے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو خدا کا رسول نہین اور باوجود اس کے کہ اون کو اس بات کا علم بہی ہے کہ تو بڑا راستباز اور پاک باطن آدمی ہے۔ پہر بہی یہ کہتے ہین کہ لست مرسلا ۱۳/۱۲ تو اس کے جواب مین تو اون کو ہماری طرف سے (اللہ تعالیٰ کیطرف سے) کہدے کہ تحقیق ہم تو اپنے رسولون اور اون لوگون کی جو اون پر ایمان لے آتے ہین اسی دنیا

مین ہی مدد کیا کرتے ہین اور پکی اور سچی بات ہے کہ ہم اور ہمارے رسول ہی آخر کار غلبہ پا جایا کرتے ہین یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو ہمارا رسول ہے اور یہ اور اس پر ایمان لانے والون کا جو گروہ ہے اللہ کے نزدیک تو ان کا نام حزب اللہ ہے اور یہ اٹل بات ہے کہ یہ لوگ ہی آخر غالب ہو جائین گے اور تم لوگ جو ان کی مخالفت کرتے ہو تم تو حزب الشیطان ہو اور یہ اٹل بات ہے کہ آخر تم خائب اور خاسر ہو جاؤ گے۔ اب دیکہو کہ یہ کس قدر اقتداری پیشگوئیون کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے لئے یہ کیسا عظیم الشان ثبوت ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ قرآن شریف ایسی پیشگوئیون سے بہرا پڑا ہے اور اس کے بعد مخالفون کو پورے یقین اور وثوق سے سنا یا گیا ہے کہ ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع ۲۷/۳ انما توعدون لواقع ۲۹/۲۱ یعنے ان لوگون کی سرکشیون شرارتون اور بے وجہ نکتہ چینیون کے سبب سے جو عذاب کے وعدے دیئے گئے ہین بالضرور تیرے رب کا عذاب اون پر واقع ہو گا اور کسی کی یہ طاقت مین نہین جو اس عذاب کو روک سکے وہ تو یقیناً آئے گا۔ اب آپ خود سوچ لین۔ کہ یہ پیشگوئیان کس طرح سے پوری ہوئین اور کس طرح سے تدریجاً اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدون کو پورا کیا اور کر دیا ہے اس سوال کے جواب مین کہ یہ سب پیشگوئیان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین ہی پوری ہو گئی تہین اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین ایک اصول بتا دیا ہے مبارک وہ جو اس پر غور کرین۔ چنانچہ لکہا ہے وان ما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فانما علیک البلٰغ وعلینا الحساب۔ ۱۳/۱۲ یعنے ہم صاحب اختیار اور ذرہ ذرہ کے مالک اور خالق ہین جن باتون کو محو اور نیست کرنا چاہتے ہین اونکو محو کر دیتے ہین۔ اور جن کو ثابت اور ہست کرنا چاہتے ہین اونکو قائم رکہتے ہین اور جس قدر پیشگوئیان اور وعدے ہم نے تیرے ذریعہ سے کر رکھے ہین۔ وہ سب کے سب تو نہین لیکن ان یا تو بعض ان مین سے تیری زندگی مین ہی پورے کر کے تجہے دکہا دین گے یا تجہے وفات دیدینگے۔ اور اس کے بعد پورے کر کے دکہا دین گے تیرا کام تو صرف یہی ہے کہ جو وعدے ہم تجہ کو دیتے ہین وہ تو ان لوگون تک پہونچا دے باقی رہا اون سے حساب لینا وہ تیرا کام نہین ہم خود اون سے ان باتون کا حساب لین گے اب دیکھو اس آیتہ مین جو پیشگوئیان بعد از وفات پوری ہوتی تہین اون کی نسبت

ہی نیزی کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنے دکھانے کے ہیں اور جس طرح یہ لفظ قبل از وفات پورا ہونے والی پیشگوئیوں پر بولا گیا ہے ویسے ہی یہ ان پیشگوئیوں پر بھی بولا گیا ہے جو بعد از وفات پوری ہونے والی پیشگوئیوں پر ہیں اور پھر دیکھو۔ کہ کل کا لفظ نہیں بولا گیا بلکہ بعض کا بولا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وعید کی پیشگوئیاں بعض وجوہات کے سبب سے محو بھی ہو جایا کرتی ہیں اور اس بات کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مضمون میں اشارہ کر دیا ہے اگر آپ نہ سمجھ سکیں تو اس میں اون کا کیا قصور۔ انہوں نے تو میرے خیال میں ضروری اصولوں کو واضح کر دیا ہے اور چونکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت محمود احمد صاحب اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب اور ایسا ہی دیگر بزرگان ملت بھی وفات مسیح پر مضمون لکھ چکے ہیں اور یہ سب لوگ مختصر نویس بھی نہیں ہیں اس لئے انہوں نے بمصلحت وقت کے لحاظ سے چند ضروری قواعد بتلا دئے اب میں قرآن کریم کی چند ایک اور پیشگوئیاں لکھ کر اس جواب کو ختم کرتا ہوں۔ فرمایا اللہ تعالے نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی اس نصیحت (قرآن کریم) کو نازل کیا ہے اور تحقیق ہم ہی اس کی محافظت کریں گے اب دیکھو اس پیشگوئی کا دامن کس قدر وسیع ہے اور کس قدر بھاری دعویٰ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی متبرک اور مقدس کتابوں میں تو تحریف و تبدیل ہو گئی لیکن اس کتاب مقدس کی ہم حفاظت کریں گے اور تناقض اور تخالف وغیرہ امور سے بچائے رکھیں گے۔ [illegible] کہ دنیا کی ان کتب مقدسہ کی تعلیم پر جو اس سے پہلے [illegible] کرنیوالا کوئی نہ رہا لیکن اس کی تعلیم عالمگیر ہو گی اور وہ سب باتیں جو اس میں درج ہیں اون کے ثبوت اور صداقت کے لئے ہم ایسے لوگ پیدا کرتے رہیں گے جو اس کی تعلیم کی مخالفت کے اعتراضوں سے حفاظت کر سکیں مثلاً ایسی تعلیم کہ خدا تعالےٰ کی ایک ایسی مخلوق بھی ہے جو انسانوں سے الگ ملائکہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے یا یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دعاؤں کو قبول کر کے اون کا جواب دیا کرتا ہے اور یہ کہ وہ عالم الغیب ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے ایسے ہی قرآن مجید میں لکھا ہے۔ کہ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

یعنے اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اعلان کر دے کہ اے تمام جہان کے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ اب دیکھو دعوے تو یہ ہے کہ میں تمام دنیا کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں لیکن جہان والوں کو خبر تک نہیں آپکی وفات کے صدیوں بعد تک بھی امریکہ اور آسٹریلیا والے کیا جانتے تھے کہ تمام دنیا کا مرکز کوئی خطۂ عرب ہے جہاں سے ایک ایسا رسول پیدا ہوا ہے۔ جو تمام جہان کے لئے رسول ہے اور جس کی بولی ام الالسنہ ہے۔ غرض یہ پیشگوئی اپنا دامن بہت وسیع رکھتی ہے اور ہمارے زمانہ سے ایک خاص تعلق رکھتی ہے ایسے ہی قرآن مجید میں لکھا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علے الدین کلہ [illegible]

اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی بھی ایک ایسے زمانہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے جسمیں ہر طرح کا امن اور چین ہو گا اور ہر ایک شخص آزادی سے اپنے خیلات کا اظہار کر سکے گا اور جس قدر مذاہب خیال میں آسکتے ہیں کہ ہر ایک انسان کا ایک الگ مذہب ہو گا بیسیوں مذہب ایسے ہوں گے جو بظاہر نظر قرآن کریم کو بھی اپنا امام اور پیشوا سمجھتے ہوں گے غرض ایسے زمانہ میں اللہ کا رسول جو مہدی بھی ہو گا اور سچی باتیں بھی رکھتا ہو گا جس سے وہ جھوٹے مذاہب کے بیماروں کو عیسیٰ کی طرح شفا دے سکیگا مبعوث ہو گا۔ جو دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھا دیگا۔ لیظھرہ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے سامان [illegible] پیدا ہو جائیں گے۔ جن سے اشاعت دین اسلام ہو سکے اور دین اسلام کے مسائل باطل مذاہب کے مقابلہ پر عام طور پر شائع ہو سکیں اور پھر دور دراز ملکوں میں وہ علوم پہنچائے جا سکیں۔ غرض قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پوری نہیں ہوئیں اور اگر ان پر صاف دل لیکر غور کیا جاوے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانا ایک سہل کام معلوم ہوتا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض و نفخ فی الصور فجمعناھم جمعاً اور پھر لکھا ہے اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا یومئذ تحدث اخبارھا بان ربک اوحی لھا اور پھر لکھا ہے۔ واذا النفوس زوجت و اذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت ۔ اب اگر کوئی مندرجہ بالا پیشگوئیوں پر

کام ہو۔ میرے خیال میں اب میں کافی طور پر جواب دے چکا ہوں اس لئے اس جواب کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

سوال سوم ۔ مولوی صاحب نے جب دیکھا کہ عمر والا الہام تو ایسے صحیح طور پر غلط نکلا ہے جس کا کوئی جواب بھی نہیں تو لگے تاویلیں کرنے۔ پہلی تمہید تو یہ باندھی کہ حضرت آدمؑ کی عمر سے بھی چالیس برس کم ہو گئے تھے لیکن قرآن شریف سے کوئی ثبوت نہ دیا (ہاں البتہ عربی عبارت لکھدی مگر عربی زبان بولی جانے سے خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی متقی اور مومن نہیں ٹھہر سکتا۔ اور نہ ہی ہمارا یہ فرض ہے کہ جو مسئلہ عربی عبارت میں لکھا ہوا ہو وہ صحیح تسلیم کیا جائے کیونکہ عربی ایک ملک کی بولی ہے۔ بہتیرے اہل عرب جو بڑے بڑے عالم تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے) آخر جب یہاں بھی چین نہ آیا۔ تو پھر مرزا سلطان احمد صاحب کے قول کی بنا پر مرزا صاحب کی عمر ۷۴ و ۷۵ برس مقرر کی اور خود ہی لکھدیا کہ اس طرح سے کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا اور اس کی تائید میں یہ بھی لکھ لیا کہ اصل الہام یہ تھا۔ کہ تیری عمر اسی برس کی ہو گی یا پانچ کم یا پانچ زیادہ۔ حالانکہ جب تک قریباً کا لفظ محذوف نہ کیا جائے۔ تب تک اس الہام کے کچھ معنے ہی نہیں کھلتے۔ آخر کار جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب کا قول ہی سند چاہتا ہے تو پھر اخیر پر یہ لکھدیا کہ کم عمری کا اعتراض ہمارے نظر سے ہماری طرف سے مولوی نور الدین صاحب کو کہدو کہ اس الہام پر اب حاشیئے چڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اصلی الہام تو یہ تھا کہ تیری عمر اسی برس کے قریب قریب ہو گی۔ اب اگر بموجب تحریر مرزا صاحب اور نیز بموجب تحریر آپ کی ۸۴ یا ۸۵ برس ۸۰ برس کے قریب قریب سمجھے جا سکتے ہیں اور یہ صحیح بات بھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسی اصول کی بنا پر (اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ مرزا صاحب کی عمر ۷۴ یا ۷۵ برس ہوئی) یہ نہ کہا جاوے کہ مرزا صاحب کی عمر ۸۰ برس کے قریب قریب ہوئی اور پھر ہمارے نزدیک تو ۷۵ یا ۸۵ کا عدد فیصلہ کن عدد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیسے ۷۵ ۔ ۸۰ کے قریب ہے ویسے ہی ۸۰ کے قریب ہی ہے اور جیسے ۸۵ ۔ ۸۰ کے قریب ہے ویسے ہی ۹۰ کے قریب بھی ہے ہاں اگر ثابت ہو جاتا جو بالکل ناممکن تھا کہ مرزا صاحب کی عمر ۶۴ یا ۶۶ برس کی ہوئی۔ تو البتہ ایک زبردست بات تھی۔

جواب ۔ دیکھو میں ثابت کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی عمر ۷۵ برس سے اوپر تھی۔ لیکن قبل اس کے کہ میں اس بات کو ثابت کروں۔ آپ سے پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر آپ

وہ حرف جواب سے خاموش ہونے والے ہوتے تو پھر اتنا شور و شر اس سوال سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ظاہر نہ کرتے۔ سیدنا حضرۃ امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش کے متعلق بعض لوگوں نے عجیب عجیب تاریخیں بحساب جمل نکالی ہیں۔ لیکن شاید آپ ان کی بنیاد پر اعتماد نہیں کرتے اس لئے جو تاریخ میں نے بھی نکالی ہے اس کو میں ضمنی طور پر پیش کر دونگا۔ نہ اصولی طور پر۔ اور آپ غالباً یہ بھی جانتے ہوں گے۔ کہ مرزا صاحب کا سن وفات بھی بہت سے لوگوں نے بحساب اعداد جمل نکالا ہے لیکن میرے نزدیک سب سے اول نمبر پر "مغفور" (۱۳۲۶ھ) کا لفظ ہے جس سے سن وفات نکلتا ہے اور یہ لفظ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اسی کو اپنے مضمون میں بار بار استعمال کیا ہے لیکن اس لفظ کے ساتھ میری محبت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ آج سے تقریباً تیس ۳۰ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کو کہا تھا کہ جو چاہے کر کہ تو مغفور ہے۔ اب میں اصل جواب لکھنے سے پیشتر دو تین کے چند آیات مع حوالجات و مع ترجمہ حضرت اقدس ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ اصلیت معلوم کرنے میں آسانی ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

سيقول العدو لست مرسلا۔ سنأخذه من مارن أو خرطوم۔ وإنا من الظالمين منتقمون۔ إني مع الأفواج آتيك بغتة۔ يوم يعض الظالم على يديه يا ليتني اتخذت مع الرسول سبيلا۔ وقالوا سيقلب الأمر وما كانوا على الغيب مطلعين (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴)

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۰)

واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک (اربعین نمبر ۲ صفحہ [illegible])

ثمانین حولا او قریباً من ذالک او تزید علیہ سنینا وتری نسلا بعیدا (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۰)

ترجمہ۔ دشمن کہیگا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں ہے ہم اس کو ناک سے پکڑینگے یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا دم بند کر دیں گے اور ہم اس کے دن ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس ناگہانی طور پر آؤنگا یعنی جس گھڑی مدد کی جائے گی اس گھڑی کا تجھے علم نہیں اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش! میں اس خدا کے بھیجے ہوئے رسول سے مخالفت نہ کرتا اور اس کے ساتھ رہتا اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت متفرق ہو جائے گی اور بات بگڑ جائیگی حالانکہ ان کو غیب کا علم نہیں دیا گیا۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴)

اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخالف کوشش کریں گے کہ کسی طرح کوئی ایسے امور پیدا ہو جائیں کہ لوگ خیال کریں کہ یہ شخص ایماندار اور راستباز نہیں تھا سو وعدہ دیا کہ میں علامات بینہ سے ظاہر کر دونگا۔ کہ وہ میرا مقرب ہے اور میری طرف اس کا رفع ہوا ہے اور بد اندیش نامراد رہیں گے اور پھر فرمایا۔ کہ میں تیری جماعت کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ دونگا۔ جو چاہے کر کہ تو مغفور ہے۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۰ و ۲۱)

اور ہم قادر ہیں کہ تیری موت سے پہلے کچھ ان کو اپنا کرشمہ قدرت دکھاویں جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں یا تجھ کو وفات دیدیں (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۴)

تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائیگا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا اور یہ الہام پینتیس ۳۵ برس سے ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۰)

اب دیکھو کہ جس وقت ہمارے امام ہمام خیر الانام حضرت مسیح الزمان و مہدی دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر میں سے تقریباً تیس برس گذر چکے تھے اور چالیس برس کے قریب قریب عمر ہونیوالی تھی یعنے قریباً تینتیس ۳۳ یا چونتیس ۳۴ برس کی عمر جس وقت حضرت مغفور کی تھی اس وقت یہ الہام ہوا تھا کہ تیری عمر اسی برس کے قریب ہوگی۔ اور مومنین کے لئے اس میں ایک بڑا بھاری معرفت کا نکتہ ہے لیکن سچ ہے۔

وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا (۱۵/۹)

آپ جانتے ہیں کہ کوئی انسان یقینی طور پر یہ نہیں جانتا کہ اس وقت جہان میں کیا ہو رہا ہے اور اس کے بعد کیا ہوگا یا ہونیوالا ہے۔ بھلا یہ تو درکنار کون جانتا ہے کہ کل تک اس کے ساتھ کیا حادثہ گذریگا اور وہ زندہ رہیگا یا مریگا؟ یہاں ہوگا یا وہاں ہوگا؟ خود ہر ایک انسان اپنے اندر غور کر کے دیکھ لے اسے کیا خبر ہے کہ موجودہ وقت کے بعد کیا ہونیوالا ہے؟ آیا وہ زندہ رہیگا یا مر جائیگا۔ تندرست ہی رہیگا یا بیمار۔ سکھی ہوگا یا دکھی۔ بوڑھا ہوگا یا کہ جوانی میں ہی راہی ملک بقا ہوگا؟ اب سوچ کر بتلاؤ کہ ایک راستباز شخص کا تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں یہ دعوے کرنا کہ میرا خدا جو ذرہ ذرہ کا مالک اور زمین و آسمان و ما بینہما کا خالق اور حاکم ہے۔ مجھے حکم دیتا ہے کہ آج سے بعد میں تجھے ترتالیس ۴۳ برس تک اور زندہ رکھونگا اور تیری عمر اسی برس کے قریب ہوگی اور یہ ایسا دعویٰ ہے۔ جو عقلمند انسان کی ہستی کو جڑ سے ہلا دیتا ہے اور ایک غبی سے غبی انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب تک کسی کے ساتھ وہ قادر توانا تمام جہانوں کے پیدا کرنیوالا خدا ہمکلام نہ ہوتا ہو اور وہ قادر ہستی جس کے ہاتھ میں دنیا کی حیاتی اور مماتی ہے وعدہ نہ دیتی ہو۔ تب تک کسی انسان کا یہ حوصلہ ہی نہیں پڑ سکتا۔ کہ وہ ایسا دعوے کرے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس دعوے سے ہی آپ لوگ سمجھ لیتے۔ کہ یہ کسی دیوانے کی بڑ نہیں۔ بلکہ کسی زندہ حی و قیوم مالک الکل ہستی کا کلام ہے۔ لیکن یہ رونا ہم کس کے آگے روئیں۔ کہ آپ لوگوں نے اتنے بڑے عظیم الشان نشان سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ میرے خیال میں یہ ایک ہی ایسا نشان ہے جس کی تمام دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ اگر کوئی ہے تو پیش کرو۔ کوئی بدطبع پہلے انبیاء کے تمام معجزات کو جھٹلانا چاہے تو نا سمجھی سے جھٹلا سکتا ہے لیکن عمر والے نشان کا انکار کرنا چاہے تو کیونکر کر سکتا ہے؟ مگر یہ ایک ایسا زبردست نشان ہے جس نے آپ لوگوں کی گردنوں کو توڑ دیا ہے اور ممکن نہیں کہ اب آپ سر اٹھا سکیں۔ سوچو تو سہی کہ اگر آپ کی بے سمجھی سے ایک دو برس کی آپ کو کمی معلوم ہوتی ہے۔ تو کیا اس سے نشان میں فرق آ سکتا ہے؟ دیکھنا تو یہ ہے کہ ایک تینتیس ۳۳ برس کا نوجوان دعویٰ کرتا ہے کہ میرا خدا مجھے فرماتا ہے کہ تیری عمر چالیس برس سے بھی اوپر ہوگی پچاس برس سے بھی اوپر ہوگی ساٹھ برس سے بھی اوپر ہوگی۔ ستر برس سے بھی اوپر ہوگی اور اسی برس کے قریب ہوگی۔ آیا ان سب دہائیوں (۴۰۔۵۰۔۶۰۔۷۰) سے اس کی عمر تجاوز کر گئی ہے یا نہیں۔ بدقسمتی سے یہ کہہ دینا کہ ۷۵ برس کی کیوں عمر ہوئی ہے چاہیئے تھا کہ ۸۰ برس کی ہوتی۔ آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ ایسی بے ہودہ نکتہ چینیوں سے آپ خدا کے نزدیک بھی بری الذمہ ٹھہر سکتے ہیں؟ جواب تو میں کافی دے چکا ہوں اب میں اس بات کو ثابت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر ۷۶ برس سے اوپر تھی۔ میرے خیال میں خاتم الخلفاء کاسر الصلیب المہدی سنہ ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے تھے اور میرے پاس اس کا ایک بڑا بھاری ثبوت بھی ہے۔

اور وہ یہ کہ ادہون نے عبد اللہ آتہم سے قسم دلوانے کے لئے چار اشتہارات شائع کئے تھے۔ یعنی اشتہار انعامی ایکہزار، اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ۔ اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ۔ ان میں سے اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ ۲ ورق اور بیس صفحے پر شائع ہوا تھا اور مورخہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو ایکہ کر مطبع گلزار محمدی لاہور میں منشی گلزار محمد کے اہتمام سے دس ہزار کی تعداد میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ اس اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۲ و ۳ میں عبد اللہ آتہم کے جواب میں عمر کی کمی بیشی کے سوال پر ہمارے امام نے یہ عبارت لکھی ہے "اگر آپ چونسٹھ برس کے ہیں تو میری عمر بھی قریباً ۶۰ برس کے ہوچکی۔ دو خداؤں کی لڑائی ہے ایک اسلام کا اور ایک عیسائیوں کا۔ پس جو سچا اور قادر خدا ہوگا وہ ضرور اپنے بندہ کو بچا لیگا" اب دیکھو۔ کہ اس جگہ بعد از تحقیقات حضرت مغفور نے یہ لکھا ہے کہ میری عمر بھی قریباً ساٹھ کے ہوچکی یہ نہیں لکھا کہ قریباً ساٹھ کے ہے یا ہوگی یا ہونیوالی ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ ہوچکی۔ اب بموجب اصول آپکے جیسا کہ آپنے اپنے سوال میں مان لیا اور نیز بموجب اصول تمام دنیا کے میں یہ حق رکھتا ہوں کہ قریباً ساٹھ کے ہوچکی سے یہ استدلال کروں کہ حضرت مغفور کی عمر مورخہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو ۶۱ یا ۶۲ برس ایکہ بموجب اصول آپکے اس سے اوپر بھی ممکن ہے کہ آپ ماضی کی بجائے مستقبل کا استعمال کرکے یہ کہدیں کہ مرزا صاحب کی (معاذ اللہ) غلطی تھی۔ اصل میں ان کی عمر اس وقت ۵۸ یا ۵۹ برس کی تھی اور اس وقت لکھنا تو وہ یہ چاہتے تھے۔ کہ میری عمر قریباً ساٹھ کے ہے مگر غلطی سے یہ لکھا گیا کہ قریباً ساٹھ کے ہوچکی ہے اس لئے یہاں میں مختصر طور پر کچھہ اور بھی لکھنا چاہتا ہوں اول تو آپ اس سوال کو ایک دو دفعہ غور سے پڑہیں امید ہے کہ آپ کو خود ہی شرم آجائے گی۔ دوسرے یہ کہ یہاں عمر کی بحث ہے جو کچھہ یہاں لکھا گیا ہے وہ ایک حد تک بعد از تحقیقات لکھا گیا ہے۔ تیسرے عبد اللہ آتہم کو حضرت مغفور یہ نہیں کہنا چاہتے تھے۔ کہ تیری عمر اگر ساٹھ سے اوپر ہوگئی ہے تو میری بھی پچاس سے اوپر ہوگئی ہے۔ بلکہ یہی لکھا تھا کہ ساٹھ کے عدد سے تو دونوں گذر چکے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہوگا کہ تمہاری عمر اگر ۴ برس اوپر ساٹھ برس ہے۔ تو میری دو تین برس اوپر ساٹھ ہوگی یا یوں کہہ لو۔ کہ حضرت مغفور نے اس کو یہ لکھا تھا کہ تیری

اور میری عمر میں کوئی آٹھہ برس دس برس کا فرق نہیں بلکہ صرف دو تین برس کا فرق ہے اس لئے یہ بات ایسی نہیں جو مجھے قسم کہانے سے روک سکے۔ اگرچہ میں نے تین دلائل سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو حضرت مغفور کی عمر ۶۲ برس کے قریب تھی۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام اس لئے میں آپ کو تھوڑی دیر کے لئے خوش کرنے کے واسطے تقریباً ڈیڑھ برس سے زیادہ کی رعایت کرتا ہوں اور مورخہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو حضرت مغفور کی عمر ساٹھ برس اور چھہ ماہ بھی نہیں۔ بلکہ ساٹھ برس اور ساڑہے چار ماہ سمجھتا ہوں۔ اب اگر ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء سے لیکر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک حساب لگایا جاوے تو یہ غالباً ۱۳ برس سات ماہ اور بیس دن ہوتے ہیں اور اگر اس میں ساٹھ برس چار ماہ اور پندرہ دن جمع کر دئے جاویں۔ تو یہ کل ۷۴ برس اور کچھہ دن اوپر ہوتے ہیں مگر یہ حساب شمسی ہے اور مسلمانوں کے ہاں قمری حساب رائج ہے اس لئے قمری حساب سے حضرت مغفور کی عمر ۷۶ برس سے اوپر ہوئی اور اب میں حق رکھتا ہوں جو کہدوں کہ خدا کا بھیجا رسول احمد مہدی ۱۲۴۹ یا ۱۲۵۰ ہجری میں پیدا ہوا اور ۱۳۲۶ ہجری میں

۱۳۲۶ھ

ذوالبروزین محمد مہدی ہادی دانا موا

باقی رہا حضرت آدم کی عمر سے چالیس برس کم ہونیوالا اعتراض۔ سو یاد رہے کہ جو انسان خدا کا قائل ہے اور مانتا ہے کہ وہ ایک ایسا حاکم ہے جس پر اور کوئی حاکم نہیں ہو سکتا اس کے لئے یہ اعتراض اعتراض ہی نہیں رہتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح خدا عمر بڑہا سکتا ہے اسی طرح گھٹا بھی سکتا ہے۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب ۳۵/۱۲ اور یہ آیت حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی لکھی ہے اور پھر لکھا ہے۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ۱۳/۳ اور پھر لکھا ہے یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت ۱۳/۶ اور پھر لکھا ہے۔ واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ۱۲/۳ آپکا یہ کہنا کہ خلیفۃ المسیح نے آیت کوئی نہیں لکھی۔ عربی عبارت لکھدی ہے نا سمجھی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ جواب خلیفۃ المسیح نے اہل حدیث والوں کو دیا تھا۔ اسی لئے حدیث پیش کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اطاعت الرسول کے قائل نہیں۔ تبھی تو صحیح حدیث کو عربی عبارت کہدیا۔ اس لئے اس کے جواب میں میں

صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ میرا رسالہ رد چکڑالوی بغور پڑہیں ہاں اس رسالہ کے متعلق اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مولوی عبد اللہ صاحب نے اس کا جواب لکھا تو پھر جواب الجواب میں انہیں مسائل کو نسبتاً تفصیل کے ساتھہ بیان کر دیا جاویگا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ ان کا سلسلہ ہی برباد ہوگیا۔ مثلاً صفحہ ۱۸ پر میں نے یہ لکھا تھا "اور دین اسلام کا ضابطہ تعامل اسلام ہے۔ جو قرآن مجید کے ساتھہ ساتھہ چلا آیا اور جن جن ممالک میں قرآن مجید پہنچتا گیا وہ بھی رواج پکڑتا گیا اور پھر وہ پاک کتب جن میں تعامل اسلام قلمبند کیا گیا اور جو احادیث صحیحہ سے نامزد ہیں" پھر صفحہ چالیس پر لکھا تھا "کہ اس خدا کے آپ واقف کس طرح سے بن گئے ہیں آیا آپنے اپنے علم اور لیاقت سے اس کو معلوم کیا ہے یا اس نے خود آپ کو بتلایا ہے اور یہ جو جزا سزا کا مسئلہ ہے یہ بھی آپنے خود ہی اپنے گلے مڑھ لیا ہے۔ یا اس نے خود آپ کو بتایا ہے کہ میری ان باتوں پر عمل کرو ورنہ سزا پاؤگے اور وہ آسمان پر پہر فرعونیت کی طرح بیٹھ رہا ہے پہلے ہی بولا کرتا تہا یا اب بھی اس میں یہ طاقت ہے اور جب وہ محدود ہے تو تمام جہان کا علم اس کو کس طرح سے حاصل ہوتا ہے" اور پھر صفحہ ۹۴ پر لکھا تھا۔ بلکہ نبانی العلیم الخبیر ۶۶/۴ اور فبای ذنب اسمعیم [illegible]

سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض باتوں کی خبر دیجاتی تھی۔ الغرض ایسے فقرات کو اردو کی آسان عبارت سمجھہ کر بغیر تدبر تفکر کے نہ پڑھہ جانا کیونکہ ان مسائل کو آسان عبارت میں لکھنے کی یہ وجہ ہے کہ ایک تو بات آسانی سے فہم ہو جاتی۔ دوسرے مجھے اتنا علم بھی نہ تھا جو ایسے دقیق مسائل کو ضرور پر تکلف اور دقیق عبارت میں لکھتا میں آپکے ساتھہ اس بارہ میں متفق ہوں کہ عربی بولی بول لینا یا عربی عبارت لکھہ لینا جزو ایمان نہیں۔ ہاں یہ بات آپ کو بھی ماننی پڑیگی کہ عربی بولی سیکھے ہوئے عالموں کا ہی یہ بہیر احسان ہے کہ آج ہم بھی دین کی باتوں کو ایک حد تک سمجھہ سکتے ہیں اور اگر لوگ عربی بولی کو پڑہنا اور سیکھنا چھوڑ دیں۔ تو آخر یہاں تک نوبت پہنچ جائیگی کہ دین ہی ہاتھہ سے جائیگا کیونکہ قرآن شریف عربی بولی میں ہے ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ اصلیت اور حقیقت جو ہو وہ ایک ہی ہے خواہ اس کو کسی بولی میں بیان کیا جاوے۔ اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے نفاق کو دور کر دے اور اس کی بجائے اتفاق کو پیدا کر دے۔

آمین یا رب العالمین

راقم خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ از اروپ

مخالفین کے اعتراضات

اور ان کے جوابات

سلسلہ کے واسطے دیکھو اخبار بدر ۱۴۔ اگست

سوال نمبر ۱۴:۔ مرزا صاحب کا الہام الخطی و اصیب [illegible] یہ بیان کیا ہے۔ [illegible] جواب [illegible] معاذ اللہ یہ ہو سکتا ہے [illegible] کہ مرزا صاحب نے اپنی خطا کاری کو خدا کی طرف [illegible]

جواب نمبر ۱۴:۔ [illegible] آپ استعارہ کے الفاظ [illegible] ایسی باتوں کے [illegible] اعتراضوں [illegible] ہتک اسلام ہے۔ استعارہ تو [illegible] ایک قسم ہے جس [illegible] اعتراض ہیں۔ تو ان سے تو قرآن بھی [illegible] اصیب تو اتنا [illegible] استعارہ بھی نہیں [illegible] وقت ہو۔ اس کے معنے تو قرآن خود [illegible] اللہ معاذ اللہ و یثبت تو [illegible] فنا ہو گئے۔ کہ میں اپنے ارادہ کو ترک بھی کر دونگا اور [illegible] بھی کرونگا۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے یمحو [illegible] بعد کہ۔ اور یہی معنے خود حضرت مرزا صاحب نے بھی [illegible] صاحب نے اعتراض کرنے کو [illegible] اگر اتنی جلد بازی دکھائی [illegible] آپ نے [illegible] الہام [illegible] آپ معنے الہام کے [illegible] پورا الہام یہ ہے انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب اور یہ الہام ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد [illegible] کی پیشگوئیوں کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں بیان ہوا ہے۔ اور اس کا بالتفصیل مطلب یہ ہے۔ کہ جب مرزا صاحب نے بھی اپنی وفات کے متعلق پیشگوئی کی۔ اور آپ کے مقابل آپ کے دشمن عبدالحکیم نے بھی۔ اور مرزا صاحب نے تو ربوبیت [illegible] کے رنگ میں خدا تعالے سے خبر پاکر اپنی وفات کی پیشگوئی شائع کی۔ لیکن عبدالحکیم نے محض شرارت کی راہ سے اس لئے اپنی پیشگوئی کو شائع کیا۔ پھر پیشگوئی بھی ایک نہیں دو نہیں تین تک شائع کیں۔ یہ اس لئے کہ مرزا صاحب میری کسی پیشگوئی کا ہی شکار ہو کر ذلت اور اہانت کے نیچے آجائیں تو عبدالحکیم کے اس ارادۂ اہانت کے مقابل میں خدا نے عبدالحکیم کی اس ذلت اور ناکامی کے متعلق جو اسے اس کی پیشگوئیوں کے جھوٹا نکلنے کی صورت میں نصیب ہوئی پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا کہ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب یعنے میں اس مقابلہ میں اپنے رسول کے ساتھ ہوں۔ اور اسی کے ساتھ اسی کی معیت میں ہو کر میں اس کے دشمن کو جواب دونگا۔ اس طرح پر۔ اس کے دشمن کی ساری پیشگوئیوں کو خطا اور غلط کر دونگا۔ جس سے بجائے اس کے کہ وہ میرے رسول کی ذلت دیکھے۔ خود اس کی ذلت ظاہر ہو گی۔ اور میرا رسول جس کی وہ ذلت دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کروں گا جس سے اس کی عزت ظاہر ہو گی۔ اور اس کے دشمن کی ذلت۔ جیسا کہ ظہور میں آیا کہ حضرت اقدس اپنی پیشگوئیوں میں سچے نکلے اور عبدالحکیم خان کانا دجال اور مسیلمہ ثانی اپنی ساری پیشگوئیوں میں جھوٹا اور حضرت کی پیشگوئیاں اصیب کے نیچے ظاہر ہوئیں اور عبدالحکیم کی اخطی کے نیچے۔ [illegible] الہام کے [illegible] ہو گئے۔ اور اس کی ان تین جھوٹی پیشگوئیوں [illegible] اقدس کی ایک اور پیشگوئی بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ اس کے بعد پھر تیرا واقع ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا جو تین دفعہ فرمایا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ دشمن جب تک تین جھوٹی پیشگوئیاں نہ کر لیگا۔ [illegible] وفات نہیں ہو گی۔ اور یہ ہوگا۔ تو پھر اس کے بعد تیری وفات کا واقع ہوگا۔ یہ پیشگوئی عبدالحکیم کی پیشگوئیوں سے پہلے کی ہے۔ جس کے مطابق عبدالحکیم نے تین جھوٹی پیشگوئیاں کیں۔ اور دشمن نے اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھ سے پورا کر دکھایا۔ اور یہ تینوں پیشگوئیاں کلمہ الہام اخطی کی مصداق ہوئیں۔ اور حضرت اقدس کی اپنی پیشگوئی کلمہ الہام اصیب کی مصداق۔ والحمد للہ علی ذلک ثم کذالک۔

سوال نمبر ۱۳:۔ مرزا صاحب کا ایک الہام الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل ہے۔ جو تم نے اپنے اشتہار تبصرہ میں لکھا ہے۔ اور یہ ایک قرآنی صورت ہے۔ جو آپ کو الہام ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ اس کا نتیجہ برعکس ظہور میں آیا۔ آپ نے تو اس الہام سے اپنے تئیں ایک طور سے مثیل کعبہ قرار دیا تھا۔ مگر کعبہ کے دشمن اصحاب الفیل تو کعصف ماکول ہو گئے۔ مگر تعجب کہ اس جگہ خود کعبہ ہی مسمار ہو گیا اور اصحاب الفیل صحیح و سلامت باقی رہے۔

جواب نمبر ۱۳:۔ اگر باوجود مثیل کعبہ ہونے کے آپ کا مسمار ہونا اس طرح ہے کہ آپ وفات پا گئے۔ تو اس طرح تو تمام نبی اور رسول بھی وفات پا گئے۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اور اگر اعتراض اس بات پر ہے کہ آپ مثیل کعبہ ہو کر کعبہ کی طرح ہمیشہ کے لئے کیوں نہ رہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کعبہ کی مماثلت جسمانی پہلو سے نہیں بلکہ روحانی پہلو سے ہے۔ اور کعبہ کی دیواریں تو جسم کا قبلہ ہے۔ نہ روح کا۔ لیکن رسول اس جسمانی قبلہ کی روح اور جان ہوتی ہے۔ جس کی ذریعہ انسانی روح کو اس حقیقی قبلہ کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔ جس کی شناخت بغیر رسول کی راہنمائی کے روح کو کسی طرح سے میسر نہیں ہو سکتی۔ نہ کعبہ کی چھت سے۔ نہ دیواروں سے۔ اور کعبہ تو ایک جسمانی طور سے وحدت کو قائم کرتا ہے۔ لیکن رسول جسمانی اور روحانی دونوں طور سے۔ اور اگر سمجھا جائے۔ تو کعبہ کی رونق کا وہ گرم بازار جو اس کی طرف منہ کرنے والوں سے شب و روز ظہور میں آ رہا ہے۔ یہ بھی تو رسولوں کے طفیل سے ہی ہے۔ اور رسولوں کا زندہ رہنا اس کے نمونہ کے باقی رہنے سے ہے جب تک اس کا سلسلہ دنیا میں قائم رہیگا۔ تب رسول بھی زندہ ہے۔ اور یہ ظاہری موت تو کچھ چیز بھی نہیں۔ یہ تو ایک دوسرے عالم کی طرف انتقال کرنے کے لئے تغیر ہے۔ موت تو دراصل یہی ہے۔ جس سے روح مرجائے۔ نہ کہ جسم۔ اور یہ سوال کہ اصحاب الفیل کیوں نہیں مرے اس کا جواب یہ ہے کہ اصحاب الفیل بھی مرجائیں گے اور عنقریب ہی مرجائیں گے۔ مرزا صاحب کا نام تو آپ کے نام لیوا اور تابعداروں سے قیامت تک زندہ رہے گا مگر ان کا تو آجکل تک ہی قصہ ختم ہو جائیگا۔ اور اگر الہام کعصف ماکول تک ہی ہوتا۔ تو آپ دیکھ لیتے۔ کہ میاں عبدالحکیم اور ثناء اللہ وغیرہ صاحبان کس طرح حضرت مرزا صاحب کے سامنے ہی کعصف ماکول ہو جاتے۔ مگر الہام تو صرف اتنا ہے کہ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔ اور یہ الہام بھی عبدالحکیم کے اس مکر و فریب کے متعلق ہے۔ جو اس نے اپنی پیشگوئیوں کے رنگ میں دکھایا اور بالآخر ناکام ثابت ہوا۔ جیسا کہ قبل از وقت اس الہام کے ذریعہ

۱۵ اس الہام سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے جواب سے [illegible] رسول کے لئے اپنی معیت کو بیان فرمانا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک تو جو بھی وقت سے پہلے خدا کا رسول رحلت فرما چکا ہوگا جو پہلے قائم تھا پھر کر ندا مجیب ہوگا۔ دوسرا یہ کہ جواب ایسا ہوگا [illegible] ثابت ہوگا کہ خدا ایسے شاہد اپنے رسول کے ساتھ ہے۔ اور اسی کی حمایت میں کام کر [illegible] اس الہام کے گو اور بھی پہلو ہوں۔ مگر عبدالحکیم کا مقابلہ بھی اس کے نیچے ہے۔

پیشگوئی کی صورت میں خبر دی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو اصحاب الفیل کی طرح بڑے حملہ آور ہو کر اس مثیل کعبہ پر اس لئے پیشگوئی کے حملے کرتے ہیں کہ تا کسی طرح ان کی پیشگوئی کے نیچے آ کر وہ ذلیل ہو۔ اور لوگ اس سے منحرف ہو جائیں جیسے کہ اصحاب الفیل کا خیال تھا اور جیسا کہ انہوں نے کعبہ پر اس نیت اور ارادہ سے حملہ کیا تھا کہ اس کو تباہ اور ذلیل کر دیں۔ تا لوگ اس سے پھر جائیں۔ مگر آخر وہ خود تباہ ہو گئے اور اُن کے دل کے ارادے دل میں رہ گئے۔ اسی طرح یہ الہام بھی جسقدر کہ تھا۔ اسقدر ٹھیک وقوع میں آیا۔ اس طرح کہ عبدالحکیم کا وہ مکر اور فریب اور اس کی وہ جنگ اور لڑائی جو اُس نے مقابلے کے طور حضرت مرزا صاحب کی وفات کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں دکھائی۔ کیسی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کہ تین پیشگوئیوں میں ایک پیشگوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ اور یہی معنے ہیں الم یجعل کیدھم فی تضلیل کے۔ اور اس کی پیشگوئیوں کو جھوٹا کر دینا۔ یہ چونکہ خدا کا فعل تھا۔ اس لئے اس فقرہ سے پہلے فرمایا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ یعنی باوجود اس کے کہ یہ لوگ اپنے حملہ میں اصحاب الفیل تھے۔ مگر دیکھا کہ تیرے رب نے تیری عزت اور ان کی ذلت کے لئے کس راہ اور کس طرح سے اپنے فعل کو ظاہر کیا۔ جس سے وہ اپنے اس جنگ اور اپنے اس مکر اور فریب کی لڑائی میں ناکام کے ناکام رہ گئے اور میرے خیال میں یہ الہام پہلے سوال کے الہام سے بالکل مطابق معلوم ہوتا ہے اور اس کا پہلا فقرہ یعنی [illegible] الم یجعل کیدھم فی تضلیل کے نیچے۔

سوال نمبر ۴ ۔ مرزا صاحب کا الہام تھا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اس الہام کے آپ کس طرح مصداق ہوئے۔ کیا آپ کی رفع ہوئی اور لاکھوں علماء تو ابھی تک آپ کو کافر کہتے ہیں۔* پھر مطہرک من الذین کفروا کے کیا معنے۔ اور مرزائیوں کو تو جب [illegible] سے نکالا گیا۔ اور ان پر بھی ان کے مرزا کے فتوے کفر کے بھی لگ گئے۔ تو اب **جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا** بھی ٹھیک پورا الہام ہوا۔ اور پیشگوئی بھی خوب ظاہر ہوئی۔ اور اس کا پورا ہونا بھی اسی کا نام ہے۔

جواب نمبر ۴ ۔ آپ کے اس الہام میں چار پہلو ہیں۔ جو ٹھیک طور سے وقوع میں آئیں اور اپنی عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور آئندہ بھی اپنی عظمت کو دُنیا پر ظاہر کرتی رہیں گی۔ آپ پہلی پیشگوئی کو دیکھئے جو الہام کے فقرہ **انی متوفیک** میں پائی جاتی ہے۔ کیسی زور شور کے ساتھ اور کتنی طاقت اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔ دُنیا کی تمام قوموں اور تمام فرقوں نے آپ کے استیصال اور آپ کے قتل کے لئے منصوبے باندھے۔ مالی، جانی اور قلمی، لسانی وغیرہ وغیرہ طاقتوں کو سالہا سال اس راہ میں صرف کیا اس ارادہ پر کہ آپ کی وفات پر کسی طرح سے تسلط پالیں۔ مگر الٰہی طاقت لسان الغیب کے ساتھ ان کے مقابل پر آپ کو یہ الہام کرتی ہے کہ انی متوفیک یعنی تیری وفات میرے ارادہ سے ہوگی۔ جو اسی برس کے قریب بتلایا گیا اور کوئی نہیں جو میرے اس ارادہ کو روک سکے اور یہ الہام براہین میں قبل از دعوے ہی بطور [illegible] کے فرما دیا تھا۔ جیسا کہ بالآخر اسی طرح پورا ہوا جس طرح کہ فرمایا تھا۔ تو اب بتلاؤ کہ باوجود مخالفین کی اتنی کوششوں کے اس الہام سے تیس سال بعد تک اور اسی برس کے قریب کہ الہام پیدا ہونے تک آپ کو کس طاقت نے زندہ رکھا۔ اور دشمنوں کی شر سے محفوظ کس سہارے رہے۔ پھر اس کے بعد دوسری پیشگوئی کا فقرہ ہے۔ ورافعک الی۔ اور یہی بطور [illegible] قبل از وقت پیشگوئی کی صورت میں فرمایا گیا کہ لوگ تجھے [illegible] خدا کے مقرب [illegible] کا فر اور ملعون سمجھیں گے اور تجھ پر فتوے کفر کے لگائیں گے جس سے یہ ثابت ہو کہ [illegible] مقرب نہیں ہے۔ لیکن میں تجھے ان کے بالمقابل رفعت دینے والا ہوں اور تیری مقبولیت تمام دُنیا پر ظاہر کرنے والا ہوں۔ جس سے ثابت ہو کہ تو ملعون نہیں ہے۔ بلکہ میرا مقرب بندہ ہے۔ جیسا کہ ظہور میں آیا کہ لاکھوں انسان ہاں شریف اور لائق انسان آپ کے تابع ہو گئے۔ جس سے آپ کی مقبولیت اظہر من الشمس ثابت ہو گئی اور رافعک الی کا فقرہ اس واقعہ کے ذکر کے لئے زیادہ تر مناسب ہے۔ جو یہود سیرت مسلمانوں نے آپ کی وفات کے موقعہ پر بطور سوانگ کے دکھلایا۔ اور میرے خیال میں ولکن شبہ لہم سے جو شبیہ عیسیٰ کا مسئلہ نکالتے ہیں۔ وہ اسی طرح کا ہوگا۔ کہ حضرت عیسیٰ کے سوانگ بھرنے میں یہودیوں نے شرارت سے کسی یہودی کو اس طرح بنا کر نقل کی ہوگی۔ جیسے حضرت مسیح الاسلام کی وفات کے موقعہ پر ان یہود سیرتوں نے سوانگ بھرنے کے لئے ایک بدبخت کو جو روحانی مردہ تھا جسمانی مردہ قرار دیکر آپ کے مقام وفات کے اردگرد ایک چارپائی پر لٹا کر پھرایا۔ اسی لئے خدا نے پہلے مسیح کی نسبت **ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم** فرمایا کہ عیسیٰ کو انہوں نے مقتول اور مصلوب تو نہیں کیا۔ ہاں سوانگ بھرنے کی صورت میں ان کے لئے ایک اس کی شبیہ بنائی گئی۔ اور گو شبہ لہم کے معنے دراصل مشابہ بالمصلوب ہی ہونگے۔ مگر ان معنوں کا پہلو بھی ہمارے مسیح موعود کی وفات سے خوب کھل گیا اور اس آخری مسیح کے شبہ نے پہلے مسیح کے شبہ کو خوب طرح سے حل کر دیا۔

پھر تیسری پیشگوئی کا فقرہ **ومطہرک من الذین کفروا** ہے۔ یہ ان الزاموں سے جو تیرے پر کافر لگاتے ہیں بار بار تیری تطہیر کروں گا۔ پھر یہ تطہیر کئی طرح سے ہے۔ نشانات کے ظہور سے بھی تطہیر رفع الزامات کے اسباب سے بھی تطہیر آپ کے سلسلہ برکات اور ترقیات سے بھی تطہیر علمی اور عملی کمالات سے بھی تطہیر مستجاب الدعوات ہونے اور اُن کے نتائج اور ثمرات سے بھی تطہیر میدان مقابلہ میں فتوحات کے پانے سے بھی تطہیر غرض تطہیر کئی پہلو سے ہے جو ظہور میں آئی اور آئندہ بھی روز بروز ظہور میں آتی رہیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر یہ تطہیر خاص کر ڈاکٹر عبدالحکیم کی ان تین پیشگوئیوں کو جھوٹا کر کے دکھلانے سے بھی ظاہر کی جو تمام زمانے دیکھی۔ پھر چوتھی پیشگوئی کا فقرہ **وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ** ہے۔ یہ علمی اور روحانی پہلو سے تو اس وقت بھی پیشگوئی کا ظہور ہو رہا ہے۔ کہ اسی روحانی جنگ میں تمام مذہبی دُنیا سے کوئی نہیں جو کسی احمدی پر غالب آ سکے۔ اسی لئے مخالف باوجود زیادہ ہونے کے ایک احمدی سے بھی ڈرتے ہیں۔ اور یہ تو روحانی طور پر بھی غلبہ ہے۔ جو اس وقت بفضلہ تعالیٰ ہم لوگوں کو میسر ہے اور وہ وقت بھی آتا ہے کہ جسمانی طور سے بھی خدا ہمیں غالب کر دکھائے۔ دیکھو عیسیٰ نبی کی پہلی حالت کہ آپ کو سر رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ مگر اس وقت دیکھو کہ عالمگیر اور فاتح قوم آپ کی ہی ہے اسی طرح ہمیں امید غالب ہے۔ کہ حضرت مسیح الاسلام کے پیرو بھی کسی وقت ایسا ہی غلبہ پائیں گے۔ حدیث میں آپ کا نام حارث یا حراث بھی آیا ہے۔ یعنی کھیتی کرنے والا اور

* کیا یہود کے علماء مسیح ناصری کو ابھی تک کافر نہیں کہتے پھر ان کا رفع وتطہیر کس طرح ہوا؟ (الحکم)

قرآن میں آپ کی تعریف کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ ان لفظوں سے ہوئی ہے اس وقت تک جو آپ دُنیا میں اپنے پیرو چار لاکھ کے قریب چھوڑ گئے ہیں۔ یہ ابھی بطور بیج بونے کے ہے۔ پھر جب عیسیٰ نبی کے بارہ حواریوں سے اس کی اتنی کھیتی بڑھی۔ تو اب سمجھ لو۔ کہ چار لاکھ سے مسیح الاسلام کی قوم اور اور آپ کی کھیتی کو کسقدر ترقی کے لئے امید ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر ۱۵:۔ مرزا صاحب نے پیغام صلح لکھا۔ مگر باوجود ملہم ہونے کے آپ کو اتنا بھی معلوم نہ ہوا۔ کہ یہ لکچر سنانا بھی نہ ملیگا۔ اور آپ پہلے سے ہی چل دینگے۔

جواب نمبر ۱۵:۔ خدارا انصاف۔ ذرا آپ ہی غور فرمائیے کہ جو آپ سُنانا ہو۔ وہ پیغام کیسا؟ لفظ پیغام میں تو صریح اس بات کی طرف بطور پیشگوئی کے اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ آپ اس پیغام کے سنائے جانے سے پہلے ہی رخصت ہو جائینگے۔ اور آپکے اس لکچر کو پھر آپ کے بعد بطور پیغام کے پبلک کے سامنے پڑھکر سُنایا جائے گا۔ اور آپ اس وقت نہیں ہوں گے۔ تب ہی تو یہ پیغام اُس وقت پیغام کے معنے پر صادق آئے گا۔ دیکھا! آپ کیسے ملہم ثابت ہوئے۔ کہ آپ کو قبل از وقت بتلایا گیا۔ تب ہی تو اس لیکچر کا نام پیغام صلح رکھا۔ فاعتبروا و تدبروا!

الراقـــــم

عاجز خاکپائے حضرت مسیح موعود غلام رسول احمدی۔
ساکن راجیکے ضلع گجرات پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈاکٹر مرتد کے پہلے خیالات

جناب مجتبیٰ مکرمی مفتی صاحب ادام ظلکم السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ آنکہ ذیل کا مضمون ارسال خدمت ہے اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر بندہ کو مشکور فرما دیں۔

میں نے رسالہ الذکر الحکیم علے مصنفہ مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم دیکھا اور اس کا کچھ حصّہ پڑھا۔ جوں جوں میں اس کو پڑھتا گیا۔ میں حیران اور ششدر ہوتا گیا۔ میرا دل یقین نہیں کرتا تھا۔ کہ یہ رسالہ جس میں حضرت اقدس علیہ السلام کی سچائی خوابوں۔ الہاموں اور استخاروں سے بڑے زور شور کے ساتھ کی گئی ہے اسی شخص کا لکھا ہوا ہے۔ جو آج حضرت صاحب کی شان پاک میں اس قدر گندے اور تہذیب سے کوسوں دور الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ کہ الامان۔ یہ رسالہ شروع سے لیکر آخر تک حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں لکھا ہوا ہے۔ اور مرتد ڈاکٹر حضرت صاحب کا مسیح موعود ہونا بڑے دعوے سے ثابت کرتا ہے۔ لیکن دو جگہیں خاص کر قابل غور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں (۱) صفحہ ۳۳ میں لکھتا ہے "میں تمہیں بتقاضائے ہمدردی کہے دیتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی سمجھ پر کچھ بھروسہ نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ تمام روشنی اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے خاص فضل سے بذریعہ خوابات عطا کی۔ اور یہ تمام فیض اطاعت محمدؐ و قرآن و مسیح الزمان سے ہے۔ یہ الٰہی انوار ہیں۔ جو ان ذاتوں میں سے ہو کر مجھ تک پہنچے ہیں۔ میں اس قابل نہیں ہوں۔ کہ جو کچھ جناب مسیح الزمان مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ مجھکو ملتا ہے وہ بلا واسطہ آنجناب مجھ کو مل سکتا" اور پھر صفحہ ۳۶ و ۳۷ میں یوں تحریر کرتا ہے "کل بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۰۱ء بوقت دوپہر میں خواب میں ایک شخص سے ملا۔ اس نے کہا کہ مرزا بڑے کمال کے آدمی ہیں۔ پھر میں نے اپنی زبان سے کہا مرزا صاحب اپنے واسطے آپ ہی ایک ایسی صریح دلیل ہیں جیسے کہ حضرت ختم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے لئے تھے۔ جو طبیعتیں کہ آج مرزا صاحب کو نہیں مان سکتیں۔ وہ اسی قسم کی طبیعتیں ہیں۔ جو حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتی تھیں۔ جو لوگ کہ آج حضرت مرزا صاحب کو جھٹلا رہے ہیں۔ اگر حضرت احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ تو ضرور ان کو بھی جھٹلاتے۔ یہ تقریر اس شخص نے سُن کر کہا کہ اگر تم ایسا عام طور سے ظاہر کرو گے۔ تو اکثر مولوی تمہیں کافر کہیں گے میں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی کیا پرواہ ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھُل گئی۔ میں نے اُٹھ کر یہ خواب جلدی سے ایک کاغذ پر لکھ لیا۔ اور اپنے دوستوں محمد امین اور سراج الدین احمد کو سُنا بھی دیا" اور پھر اس کے آگے لکھتا ہے "اے مولوی صاحبان! جو مرزا صاحب کو دیوانہ یا مرتد یا کافر بتلا رہے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کی وجہ سے قرآن کو آسمانی کتاب اور جناب سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مانتے ہو۔ ورنہ تمہارے مادے ایسے نہیں ہیں کہ تم خدائی روحوں کو پہچان سکو۔ آپ لوگوں نے قرآن کو آسمانی کتاب مان کر بھی کوئی زندگی حاصل نہیں کی۔ آپ لوگوں میں اپنی سمجھ پر غرور اور خدا سے دوری اور خود نمائی دُنیا داری۔ تکلف۔ رسم پرستی۔ کینہ جوئی۔ حسد اور رشک اسی درجہ کی ہے۔ جیسے کہ عوام غیر اسلام میں پایا جاتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ اے خدا کے بندو! تم اپنے رب رحیم سے فیصلہ کے لئے کیوں استدعا نہیں کرتے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ استخارہ فضول اور بیفائدہ شئے ہے اور خواب بے معنی اور باطل شئے ہے۔ اور خواب میں ہمیں کچھ خبر نہیں مل سکتی۔ اگر آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تو میرا قول کہ آپ نے مسلمان ہو کر بھی کوئی نئی بات حاصل نہیں کی سچ ہے پس میری تیسری دلیل کے موافق تم خدا سے دور ہو۔ خدا تمہارے ساتھ نہیں۔ تمہیں اُس سے جواب ملنے کی امید نہیں تمہیں اس بات پر ایمان نہیں کہ خدا قریب ہے اور بیقرار کی پکار کو سنتا ہے اور وہ اپنے بندے کو خواب میں یا بیداری میں جواب دے سکتا ہے۔ یہ ایمان تمہیں بھلا تمہیں خدا کی ذات پر کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ تمہارے دلوں میں۔ غرور علم۔ خودنمائی ریاکاری۔ بیجا غصہ۔ دُنیا داری اور خود پرستی بھری ہوئی ہیں۔ اپنے آقا سے انعام کی امید اُسی نوکر کو ہوتی ہے۔ جو اخلاص اور ادب کے ساتھ خدمت کرتا ہو۔ تمہارا تو یہ حال ہے۔ کہ میں اگر آپ کی نسبت آپ کے سامنے کچھ بے ادبانہ کلام کروں۔ تو آپ فوراً طیش میں آجائیں اور سبحان ربی الاعلیٰ اور سبحان ربی العظیم سب بھُلا دیں۔ اور کچھ خبر نہ رہے کہ اپنے بادشاہ کے حضور میں جوش مارنا کس جگہ جائز ہے" اس جگہ پر میں اپنی چند خواب جن سے جناب مسیح الزمان مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ عرض کرتا ہوں۔ جو لوگ عجائبات الٰہی پر ہنسنے والے اور خدا سے دور اور شیطان کے نزدیک ہیں۔ وہ بیشک ہنسینگے اور وہ بچارے کریں بھی تو کیا کریں۔ اگر کسی اندھے کو کہا جائے کہ دیکھ یہ چراغ کیسا روشن ہے۔ بھلا وہ کیا سمجھیگا۔ مگر جو اہل دانش ہیں۔ وہ بہت کچھ سیکھ لیں گے۔ مغروروں کے واسطے کہیں خدا نہیں مگر مسکینوں کے لئے ہر جگہ ہے۔ اندھوں کے واسطے کہیں روشنی نہیں۔ مگر سجاکھوں کے واسطے بہت کچھ روشنی ہے"

پس اے ناظرین آپ خود ہی اس کی مذکورہ بالا باتوں سے نتیجہ نکالیں اور فیصلہ کریں۔ اور اب میں مرتد ڈاکٹر سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ جب تو خود ہی اس بات کا اقراری ہے۔ کہ وہ تمام روشنی جو تجھکو بذریعہ خوابوں الہاموں اور استخاروں کے حاصل ہوئی۔ محض محمد صلعم و قرآن و مسیح الزمان